May, 1975

امیر ملت قبلہ عالم حضرت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری



بسرپرستی: زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

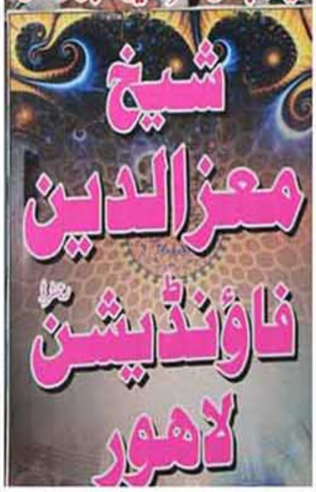
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور



رحمۃ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے ،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے





1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April



بامداد روحانی
حضرت مولانا سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب

بالطاف کریمانہ
حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب

بسرپرستی
حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

ایڈیٹر غلام رسول گوہر

جلد ۷۰ مئی ۱۹۷۵ء شمارہ ۹

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مدیرِ مسئول: حضرت علامہ ابو الضیاء مولانا غلام رسول گوہر

○ دائرہ میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے

ایڈیٹر و پبلشر مولانا غلام رسول گوہر
مطبع: لاہور آرٹ پریس لاہور
مقامِ اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور

بدل اشتراک

زرِ سالانہ	دس روپے
سرپرست حضرات سے	سو روپے
معاونین سے	پچاس روپے
فی کاپی	ایک روپیہ

رسالہ کے سرپرست حضرات کے اسمائے گرامی بصد شکریہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ حضرت مولانا الحاج کیپٹن صاحبزادہ محمد امین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کنجاہ شریف

۲۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب خطیب اعظم کاموکے۔

۳۔ حضرت مولانا محمد جمیل صاحب موضع لوہری والا ضلع گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت مولانا رئیس الاصفیاء پیر سید ولی محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

۵۔ حضرت مولانا الحاج خلیفہ مجاز حافظ عبدالحمید خاں صاحب ظفروال ضلع سیالکوٹ

۶۔ حضرت مولانا الحاج کوکب ہدایت پیر طریقت الہ دھایا صاحب لائل پور۔

۷۔ جناب محترم المقام شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ کینٹ

۸۔ جناب ملک بابا عبدالعزیز صاحب پرنس روڈ لاہور

۹۔ جناب عزیز المقام محمد سعید صاحب جماعتی کرشنا نگر لاہور

۱۰۔ جناب حافظ محمد صدیق انور جماعتی ملتان۔

۱۱۔ محترم القدر جناب محمد شفیع صاحب زرگر ملتان

۱۲۔ جناب مولوی صوفی عبدالرشید صاحب بستی غازی شاہ ضلع جھنگ

۱۳۔ محترم القدر جناب محبوب علی خاں صاحب محلہ سنت پورہ لائل پور

۱۴۔ جناب عبدالسبحان صاحب پشاور کینٹ

۱۵۔ انجمن خدام الصوفیہ حیدرآباد سندھ

۱۶۔ جناب صوفی مولوی مشتاق احمد صاحب اور انکے ساتھی مزنگ لاہور۔

۱۷۔ عزیز المقام جناب محمد رفیق صاحب آناد کشمیر لاک پورن نگر سیالکوٹ

۱۸۔ عزیز المقام جناب عطا محمد صاحب ختائخی ضلع میانوالی۔

۱۹۔ جناب حافظ خواجدین صاحب مہتمم مدرسہ حیات القرآن لاہور

نوٹ

اگر ان کے علاوہ کوئی صاحب ہر سال رسالہ کی امداد کرتے ہیں اور ان کا نام درج نہیں ہوا تو مطلع فرمادیں۔ سال کے بعد زکوٰۃ و خدایات سے جو رسالہ کی امداد کرتے ہیں یہ ان کے اسمائے گرامی کی فہرست ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

آغازِ سُخن

ہر قوم کی بیداری اس کی منزل رسی اور فلاح و کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے ۔ جو قوم اپنے مقصد اور طریق اور رہنما کی تعلیم کو بھول جاتی ہے ۔ وہ قوم خوابِ غفلت میں عمرِ عزیز اور گراں مایہ کو تباہ و برباد کر دیتی ہے ۔ آج وہی قوم برتر اور منزل کے قریب ہے جو اپنے اصول و قواعد کی پابند ہے ۔

میں جب اپنی جماعت اور رہروانِ دشتِ طریقت کو دیکھتا ہوں تو اکثریت ایسے لوگوں کی دیکھتا ہوں جو غافل اور بے عمل ہیں ۔ ان میں اپنے کام کو اپنی جدوجہد اور سعی سے کر نیکی سکت نہیں ہے ۔ پیر سے مریدین کو جو عشق و محبت ہونی چاہیئے اس کا دعویٰ تو ہے مگر عمل و کردار سے ان کا دامن یکسر خالی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم بہ نسبت اغیار کے بہت پیچھے رہ گئے ہیں ۔ ہماری جماعت میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز نے دین کی اور تصوف و طریقت کی تعلیم و تبلیغ اور احیائے سنت کے لئے اپنی حیاتِ طیبہ میں سنہ ۱۹۰۴ میں شاہی جامع مسجد میں علماء و مشائخ کے جمِ غفیر میں رسالہ انوار الصوفیہ کا اجراء فرمایا ! ایک طویل عرصہ تک اپنے خرچ سے چھپوا کر لوگوں کے مابین مفت تقسیم کرتے رہے ۔ تاکہ طریقت و تصوف کی تعلیم اور صوفیائے کرام کے کارنامے جن سے اللہ والوں نے دل کی صفائی حاصل کی اور قرب کے اعلیٰ مقام تک پہنچے ، عام ہو ۔ اور اس کے پڑھنے میں کسی کو یہ عذر سدِ راہ نہ ہو ۔ کہ وہ رسالہ نہیں خرید سکتا ۔

اس کے بعد یارانِ طریقت میں متمول و ذی ثروت حضرات باری باری ہر ماہ کا رسالہ اپنے خرچ سے چھپواتے اور پڑھنے والوں کو مفت تقسیم کر دیتے ۔ پھر اس کا چندہ بہت معمولی مقرر کیا گیا ۔ رسالہ کی طرف آپ اکثر اس طرح راغب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے فقیر کو یعنے مجھ کو خوش کرنا ہے وہ رسالہ خریدے اور پڑھے ۔ اور اگر کوئی عرض کرتا کہ حضور میں ان پڑھ ہوں تو آپ فرماتے کسی سے پڑھوا کر سن لیا کر ۔ مطلب یہ ہے کہ رسالہ کی خریداری سے آپ کسی کو معاف نہیں کرتے تھے ۔

آج وہی رسالہ جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا رسالہ ہے ، اس کی حالت اتنی زبوں ہے کہ دیگر جرائد

رسائل کی صف میں آنیکی جرأت نہیں کرتا۔ دوسروں جماعتوں کے رسالے کئی ہزار کی تعداد میں چھپتے ہیں مگر ہمارا رسالہ صرف پانچ سو چھپتا ہے۔ اس میں سے ایک سو مفت تقسیم ہوتا ہے اور چار سو کا چندہ وصول ہوتا ہے اور وہ بھی بے قاعدگی سے۔ آج یہ بات میں نے درد سے مجبور ہو کر کہی ہے۔ کوئی بُرا مانتے یا اچھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے یاروں کی تعداد کروڑوں سے بھی متجاوز ہے لیکن افسوس ہے کہ ان کروڑوں سے رسالہ کی امداد کرنے والے ہمیں ایک ہزار بھی نہیں مل سکے۔ اگر کسی وقت مجھے ایک ہزار خریدار مل گیا تو میں گھی کے چراغ جلاؤں گا۔

اس کا لائحہ عمل یہ ہونا چاہیئے کہ مشائخ جن کو رسالہ مفت روانہ کیا جاتا ہے وہ بھی سال کے بعد کم از کم ایک ایک سو روپیہ رسالہ کے لئے بنک میں جمع کرائیں۔ اور خلفاء حضرات اپنے مریدوں سے سینکڑوں خریدار بنائیں اور خود اس کا سالانہ چندہ پچاس پچاس روپے عطا کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ چندہ مجھے دیا جائے یا بھیجا جائے۔ یہ بڑی رقم کے چندے بڑے حضرات رسالہ کے نگران اعلیٰ حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے پاس جمع کرائیں۔ اور مجھے اطلاع دیں اور جو گرامی قدر مفت رسالہ پڑھتے ہیں وہ بھی اپنی حیثیت اور شان کے مطابق چندہ نہ ہی سہی خطیر رقم سے رسالہ کی امداد کریں۔ عوام الناس جو سلسلہ میں داخل ہیں وہ سب کے سب خریدار بنیں اور اپنے احباب کو خریدار بنائیں۔ جب اس لائحہ عمل پر عمل درآمد ہو جائے گا تو ہم رسالہ کو بڑی خوشی سے آفسٹ لکھائی چھپائی سے نہایت دیدہ زیب ٹائیٹل اور سائز پر لانے میں ادنیٰ توقف بھی جائز نہیں رکھیں گے۔

اپیل ہے عرس شریف کے موقع پر میری اس درد بھری درخواست کو درخور اعتنا سمجھا جائے گا۔ امداد اور چندہ جمع کرانے کے لئے حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کا کمرہ معین ہے۔ وہاں تشریف لاکر چندہ جمع کرائیں اور باقاعدہ رسید حاصل کریں۔ اگر میں وہاں نہ حاضر ہوا تو میرا کوئی آدمی وہاں ضرور موجود ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

عبدالعزیز خالد

صلی اللہ علیہ وسلم

نوعِ بشر کا حسنِ اعظم آنکھ ہمیشہ جس کی پُرنم جس کے فیض کا چشمہ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
حق و حبیب و مرسل و ملہم قائم و قیم خاتم و خاتم سب کا محرم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سرآمدِ اولادِ آدم جسکا پیام اِرحَم تُرحَم جسکا کلام اَسلِم تَسلَم صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ حرمت وجیہہ و محرم کامل و اکمل مقدم و اقدم اے بہ ثنائش ناطقہ ابکم صلی اللہ علیہ وسلم

عبد اللہ، حبیب اللہ حزب اللہ سیف اللہ سعد الخلق سعد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اول و آخر ظاہر و باطن غیث و غوث قدمِ صدق حاشر و عاقب فصیح و ناصح صلی اللہ علیہ وسلم

انس و جن کا ہے وہ معلم کرم ہے اس کا قائم و دائم کانپیں اسکے نام سے ظالم صلی اللہ علیہ وسلم
مہرِ منیر و ماہِ منور سابق و سائق سیدِ صدور کون و مکاں کا مرکز و محور صلی اللہ علیہ وسلم

بَرّ و رؤف و رحیم و سلطاں حق کا ہدیہ نعمتِ یزداں صاحبِ حجت صاحبِ برہاں صلی اللہ علیہ وسلم
جسکو نویدِ خدائے اکبر اِنّا اعطینٰک الکوثر اِنّ شانئک ھو الابتر صلی اللہ علیہ وسلم
ختمِ رسل ہے خطیبِ اُمم ہے بحرِ سخا ہے ابرِ کرم ہے کرسی و عرش و لوح و قلم ہے صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ تاج و براق و لوا کا مالکِ سیف و ازار و ردا کا مظہرِ کامل نورِ خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم
فخرِ عجم ہے عزِ عرب ہے جادۂ صبح و منزلِ شب ہے ہم سے مخاطب مخاطبِ رب ہے صلی اللہ علیہ وسلم

علم کا شہر ہے امی لیکن کہتے ہیں اس کو اُذُنِ خیر طیبؔ و طاب امین و مومن صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت و بُشریٰ، عُودَہ وُثقیٰ اردلی اس کے اکبر و دارا اسکے چاکر قیصر و کسریٰ صلے اللہ علیہ وسلم

شرک و شک کو مٹانے والا سیدھی راہ بتانے والا سچ کی طرف بُلانے والا صلی اللہ علیہ وسلم

عالم عالم دنیا دنیا گلشن گلشن صحرا صحرا ذکر ہے اسکا اسکا چرچا صلی اللہ علیہ وسلم

بے پروائے کثرت و قلّت فقر ہے جسکا دولت و ثروت کالی کملی جس کا خلعت صلی اللہ علیہ وسلم

مُحی و ماحی، آمر و ناہی عبد و رسول و رہبر و راہی جسکے در کی گدا ہے شاہی صلی اللہ علیہ وسلم

وحی کا مہبط جس کا سینہ عطر سے بڑھکر جسکا پسینہ فاتحِ مکہ، شاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسکو کہتے ہیں حمطایا کوئی نہیں اس کا ہم پایا جسم کا اسکے نہیں ہے سایا صلی اللہ علیہ وسلم

فارقلیط اور منحمنّا رُوحِ نشاط و جانِ تمنّا اور نہیں کوئی اس سا چنا صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے غلام اقبال و گرامی جس کے ثناخواں سعدی و جامی
اور اِک شاعر خالد نامی صلے اللہ علیہ وسلم

سیرت امیر ملت

تبلیغ وارشاد

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شیخ الشیوخ مولٰنا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ کی حیات طیبہ کی ایک جھلک، سیرت امیر ملت سے نقلاً پیش کی جا رہی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز تبلیغ وارشاد کے لئے برصغیر کے دور دراز علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ ہندوستان کے تمام صوبوں کے آپ نے دورے فرمائے۔ ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ قیام فرمایا اور تمام مخلوق کو خدا کا پیغام سنایا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے جلسوں میں حاضر ہوتے اور ہدایت پاتے۔ قیام گاہ پر ہر وقت زائرین ومعتقدین کا تانتا بندھا رہتا تھا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص سے بااخلاق پیش آتے۔ اس کا حال معلوم کرتے اور مناسب پند ونصائح سے نوازتے۔ مہمان نوازی میں آپ کو قلبی حظ حاصل ہوتا تھا۔ باہر سے جو لوگ آتے ان کو کئی کئی دن مہمان رکھتے۔ ناشتے اور کھانے کے اوقات بد تواضع میں اہتمام فرماتے اور بااصرار کھلاتے تھے۔ اور رخصت کے وقت عموماً عطایا و ہدایا سے نوازتے تھے۔

بنگال، آسام، اور دور دراز علاقوں میں آپ نے بار بار تبلیغی دورے فرمائے ہیں۔ پاکستان افغانستان، سعودی عرب وغیرہ اور برصغیر کی مسلم اور ہندو ریاستوں میں بھی تشریف لے گئے ہیں۔ اور ہر جگہ لوگوں کو اسلام سے روشناس کیا ان کے ایمان کو بچایا۔ دین وشریعت کا پابند فرمایا۔ غیر مسلموں کو زیور ایمان سے مالا مال کیا۔ اور صراط مستقیم پر چلنا سکھایا ہے۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ان طویل سفروں اور قیام کے لمبے عرصوں میں جس انہماک اور تن دہی سے رشد وارشاد میں مصروف رہتے تھے وہ انسانی برداشت سے بالاتر ہے۔ عام جلسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں منعقد فرماتے اور گھنٹوں وعظ کہتے تھے۔ بغیر لاؤڈ سپیکر کے[1] ہزاروں انسانوں کے مجمع میں سب

پنجاب، سرحد، بہاولپور، سندھ، کراچی، یوپی، سی پی، مدراس، بمبئی، میسور، دکن، حیدرآباد، دہلی

[1] جس زمانہ میں آپ لوگوں کو رشد وہدایت فرمایا کرتے تھے۔ ان دنوں لاؤڈ سپیکر عنقا ہی نہیں۔ اور آپ کی آواز کا ہزاروں کے مجمع میں دور تک پہنچنا۔ یہ آپ کی کرامت اور روحانی قوت کا کرشمہ ہے۔ اللہ تعالےٰ

بقیہ اگلے صفحہ پر

آپ کی آواز سنتے اور فیض پاتے تھے۔ آخر شب میں
تہجد کی نماز کے آپ اوائل عمر سے پابند تھے۔ سفر ہو یا حضر
یہ عادت جاری رہتی۔ تہجد کے وقت سے قبل کتنی دیر
آپ کے لئے آرام کرنا ممکن ہوتا؟ یہ کہنا مشکل ہے۔
حاضرین نے تو اکثر یہ محسوس کیا کہ شاید ایک گھنٹہ بھی
استراحت نہ فرمائی ہوگی۔ تہجد[۲] کے وقت سب یاروں
کو بیدار کر دیتے۔ اور نماز فجر کے تھوڑی دیر بعد سب
کو ناشتے میں شریک فرماتے۔ پھر نمازوں کے اوقات
کے علاوہ سارا دن مسئلے بتانے اور پند و نصیحت فرمانے
میں گذر جاتا۔

اکثر اوقات معتقدین حاضر ہو کر اپنی مشکلات عرض
کرتے اور فیض پاتے تھے۔ نئے ارادتمندوں کے لئے
حلقۂ ذکر سفر میں تو تقریباً روز ہی قائم ہوتا تھا اور ہزارہا
لوگ داخل سلسلہ ہوتے تھے۔ ہر حاجت مند کے لئے
خود بھی دعا کرتے اور حاضرین کو بھی دعا میں شامل ہونے
کی ہدایت فرماتے تھے۔ شبانہ روز اس طرح خلق خدا کی
خدمت اور رہنمائی میں مصروف رہنا حضور کا شعار
تھا۔ خدمت خلق کے ساتھ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں
مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔ خود ہی نہیں اپنے
ساتھ حاضرین کو بھی ذکر میں مصروف رکھتے تھے۔
ظاہری پر ایک گھنٹہ تو کیا کچھ لمحات بھی آپ کو تنہائی
کے میسر نہ آتے تھے۔ آپ کا وظیفہ یہ تھا ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

آپ فرمایا کرتے تھے

ہاتھ کار ول ــــــ دل یار ول

بقیہ حاشیہ صکـ سے آگے:-
ایسے قدسی نفوس کی آواز کو دور تک پہنچانے کے لئے خود اللہ کی غیبی اسباب سے امداد کرتا ہے۔ گوہر
۲ ـه تہجد کے وقت یاروں کو بیدار کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ وتقلبک فی الساجدین میں اس کا اشارہ ہے

پیر خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی

قول فیصل

ہر اہلِ انصاف و ایمان کے لئے۔
ہدیہ۔ صرف غور و فکر سے ایک نظر ملاحظہ

ملک و ملت کے بنیادی اعتقادی مخالف اور ذلت و ناکامی کا اصل موجب

ملک ملت کی بقاو ارتقا کا مدار اس کے افراد میں اتحاد و خیر خواہی کے جذبہ پر ایسا ہے جس طرح جسم کی حیات و بقا کا مدار و انحصار روح اور اس کی صحیح غذا پر ہوتا ہے اور ذلت و ناکامی کا اصل موجب افراد ملک و ملت میں بنیادی عقائد اور جذبات خیر خواہی میں تفرقہ ہی ہوتا ہے۔ افراد ملک و ملت کی یہ بدقسمتی ہی ہے کہ اس قسم کے تفرقہ کے بانی لوگ اہم مناصب پر مسلط ہوں۔ ملک و ملت سے سچی ہمدردی رکھنے والوں کے لئے ایک عظیم المیہ اور لمحۂ غور و فکر ہے۔

اہل علم و دانش پر مخفی نہیں کہ دین حق اسلام ہی لاریب ضابطۂ کائنات ہے۔ جو ہر حال اور ہر امر کی ہدایت پر مشتمل ہے۔ یہ کلمہ طیبہ اس لاریب ضابطۂ کائنات کی تعلیم و ہدایت کا عطر یا خلاصہ ہے اور لاریب ضابطۂ کائنات میں اسے شجرۂ طیبہ یعنی ایک پاکیزہ درخت سے تعبیر کر کے بیان فرمایا گیا۔ جس کی جڑیں زمین میں ثابت اور شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہر زماں و موسم میں پھل دار بحکم پروردگار لوگوں کے سمجھنے کے لئے مثال سے سمجھایا گیا اور ضابطہ میں کفری گندے کلمہ کی مثال ہمیشہ یعنی گندے درخت سے دی گئی ہے جیسے زمین (بساط ثبات) پر سے اکھاڑا گیا نہ ہو اس کی کوئی جڑ اصل نہ اس کی شاخوں اور پھل کا کوئی قدر و سوال۔ یہ کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی عام فہم اور دل نشین مثال ہے۔ حق و باطل ایمان و کفر کے سمجھنے میں اس کے برابر مفید اور رسا کوئی مثال اور کوئی تعبیر نہیں۔ سبحان اللہ کیا پیاری دین آموز ایمان افروز اتحاد آفرین تفرقہ شکن تلقین و ہدایت ہے۔

دین حق ضابطۂ کائنات سراپا حق پرستی اتحاد و تنظیم امن و ایمان ہے۔ جس کی ایک بنیادی اور روشن ہدایت ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ ضابطۂ کائنات رشتہ حق کو سب مل کر تھام لو اور تفرقہ سے بچنا فرقے نہ بننا۔ اسلامی ملک و ملت کی طاقت کا سرچشمہ یہی اعتقاد و عمل ہے۔ جس میں تفریق و تفرقہ کا کوئی جواز نہیں۔

کلمہ طیبہ سے تفریق کا موجب قطعی کلمہ خبیثہ ہے ملک و ملت کی مخالف طاقت کا آلۂ کار اسی تفریق والے لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ بظاہر افراد ملک

ملت کے ساتھی بنیادی اعتقادی طور پر ساتھ نہیں ہوتے دراصل دوست نما دشمن اور مخالف طاقت کا کوریلا ہراول دستہ ہوتے ہیں۔ بلا مبالغہ ان کا مرکز مخالف طاقت میں ہوتا ہے اور یہی مخالف طاقت کے گوریلا گوناگوں خدمات مختلف انداز اور کوئی پہلو لے کر بجا لانے والے نمک خوار جانثار ہوا کرتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ضابطۂ کائنات میں کلمہ طیبہ والوں کے ساتھ کلمہ خبیثہ پر مبنی کسی تفرقہ اختلاف کو روا نہیں رکھا گیا اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ کے امر اور جمیعاً کی مزید تاکید کے بعد وَلَا تَفَرَّقُوْا۔ سے نہی مطلق کو اکٹھا کرنے میں واضح فرمایا گیا کہ اسلامی ملک و ملت کی بقا و ارتقا میں ملی طاقت و قوت ہے۔ جس کا تحفظ افراد ملک و ملت کے ہر طبقہ کا وہ بنیادی فرض اور حق ہے جس سے تفرقہ کا کوئی جواز نہیں ورنہ نہ ملک کی خیر نہ ملت کی ضمانت اسے خوب ٹھنڈے دل سے سمجھ لیا جاوے تو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے قربان جائیں لاریب ضابطۂ کائنات کے اس ناقابل تسخیر و تحفظ ڈیفنس کے تاہم تفرقہ و تفریق کے فنکار ماہرین نے اپنی خدمات بجا لانے میں وہ مہارت دکھائی کہ ملک و ملت کی خیر خواہ بدخواہ میں امتیاز دشوار ہو گیا۔ لاریب ضابطۂ کائنات میں ناحق کسی کی ذات و کردار پر بے محل تنقید کی نہ ضرورت و اجازت نہ ہیں اس سے سروکار لیکن ملک و ملت کی مخلصانہ خیر خواہی و تحفظ لابدی ملک و ملت کو تباہ و برباد کر دینے والی تفریق و تخریب اور ملی طاقت اتحاد کو ختم کر دینے والی سازش کے موجبات یا ملک و ملت کے اتحاد اور قوت کو ختم کر دینے والی تفریق و تخریب کاری کے موجبات یا ملک و ملت کی دشمن طاقت کے ذخیرۂ کتب میں مدفون مائنیز کی نشاندہی خود ملاحظہ کریں۔

۱۔ خداوند تعالیٰ کے حق حد اعتقاد و ایمان میں لکھا گیا ٹائم بم، جھوٹ، چوری، زنا وغیرہ تمام مقدور العبد برے کام خدا کے لئے ممکن و مقدور لکھ چھاپ کر نظام الملک، جہد المقل، براہین قاطعہ وغیرہ ناموں سے نشر کئے گئے۔

۲۔ اپنی حمایت تائید تصدیق کے ساتھ معتزلہ کے پردہ میں تصریح کی "انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے" "اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا" یہ تفسیر کے نام سے لکھ کر چھاپ کر نشر کیا گیا۔

۳۔ پل صراط پر پیغمبر کو اپنے گلے لگا کر چلنا، آخران کا گرنا، اپنا تھام کر بچانا "مبشرات" کے عنوان سے اپنی تفسیر "بلغۃ الحیران" کے مقدمے میں لکھ چھاپ کر نشر کرنا۔ (عبارت عربی)

۴۔ آدمؑ سے آخر الانبیاءؐ تک (ایک لاکھ چوبیس ہزار) انبیاء کو دیکھنا سب کا بلند آواز سے اعلان کرنا کہ جو غیر اللہ کو بلائے۔ یہ جان کر کہ وہ جانتا ہے سنتا ہے۔ فَهُوَ كَافِرٌ وہ کافر ہے۔ یہ باطل بناوٹی خواب بنا لکھ چھاپ کر نشر کرنا۔

باوجود اس کمال علمی کے عربی میں ہاتھ کا مونث ہونا اس قرآن میں ثابت ہے۔ جس کی تفسیر بلغۃ الحیران خود بدولت نے بنائی۔ یہود کا مقولہ ہے۔ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ جس میں ہاتھ کے لئے لفظ مونث کا ذکر ہوا۔ اور ان کے عقیدہ کے رد میں فرمان خداوندی میں ہے۔ بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ ہاتھ کے لئے لفظ کا مذکور ہے۔ مگر صاحب بلغہ نے اپنے بنائے خواب میں بِیَدِہِ الْمُبَارِکِ لکھا۔ یہ فیصلہ ناظرین پر ہے کہ جناب کو مذکر و مونث کا امتیاز و علم ہے یا نہیں؟۔

۵۔ معلم کائنات، سید الانبیاء والمرسلین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ کے عطائے ہوئے علم غیب کے متعلق تصریح کی کہ "ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ جمیع حیوانات اور چارپایوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ مضمون اپنے الفاظ میں حفظ الایمان کے نام سے لکھ چھاپ کر نشر کیا جا رہا ہے اور اس پر عرب و عجم کے فتوی کفر صادر ہونے پر بھی اور مجبوری میں لکھنے سے ہی انکار بھی کیا جا رہا ہے۔ یہ لکھنا اور اس سے انکار بھی اسی کتاب میں قابل ملاحظہ ہے۔

۶۔ رسول خدا کے میلاد اور قیام منانے کے معمول والے مسلمانوں کو کنہیا کے جنم دن کا سانگ بنانے والے کفار کے مثل بلکہ ان سے بڑھ کر کافر لکھ چھاپ کر براہین قاطعہ کے نام سے نشر کیا جا رہا ہے۔

۷۔ پیغمبر اسلام کو اپنے مدرسہ کے علماء کی زبان دانی میں شاگرد ٹھہرا کر مدرسہ کا رتبہ بتلانے کے خواب بنا کر براہین قاطعہ کے نام سے لکھ چھاپ کر نشر کیا جا رہا ہے۔

۸۔ شیطان و ملک الموت کے لئے زمین کا علم محیط ثابت مان کر، اتنا علم پیغمبر اسلام کے لئے ثابت ماننے کو ایسا شرک کفر ٹھہرایا کہ جس میں ایمان کا حصہ ہی نہیں یہ براہین قاطعہ کے نام سے لکھ چھاپ کر نشر کیا جا رہا ہے۔

۹۔ انبیاء و اولیاء کے اسلامی طریق پر نذر نیاز کرنے والے اہل اسلام کو ابوجہل کے برابر کافر مشرک بتا کر تقویۃ الایمان کے نام سے مسلسل لکھ چھاپ کر نشر کیا جا رہا ہے۔

۱۰۔ اور "اس میں انبیاء اولیاء، جن، بھوت پری میں کچھ فرق نہیں" کی تصریح کر کے اسے لکھ چھاپ کر نشر کیا جا رہا ہے۔

۱۱۔ عبادت میں مشائخ بزرگان دین حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال و تصور کو اپنے بیل گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا زیادہ برا شرک اور وسوسہ زنا کے بہانے سے بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر" مسلسل لکھ چھاپ کر صراط مستقیم کے نام سے نشر کیا جا رہا ہے۔

انصاف

اس فرقہ اور اس کی ان مسلسل تصنیفات و تحریرات اور عبارات پر حسب ذیل تبصرہ کو ہم تمام اہل اسلام و ایمان اور اہل علم و خرد دانشوروں کے انصاف اور سنجیدہ غور و فکر پر چھوڑتے ہیں۔

۱۔ ان عقائد خیالات و عبارات والی کتابیں و رسائل کا وجود وحدت ملکی و ملی میں شدید تفریق و تفرقہ کا موجب ہے یا نہ؟

۲۔ ان عقائد و خیالات والی کتابیں افراد ملک و ملت کو ملک دشمن طاقت کا ہمنوا بنانے میں دشمن کا ہتھیار ہیں یا نہ؟

۳۔ ان عقائد و خیالات والی تصانیف والے لوگ اسلامی ملک و ملت کے موافق ہیں یا مخالف؟

۴۔ ان عقائد و خیالات والی کتب و تصانیف اہل دین و ایمان کی حمایت و تقویت کا موجب ہیں یا اہل کفر و ضلال کی حمایت تقویت کا باعث ہیں؟

۵۔ ان عقائد و خیالات والی کتب و رسائل کے بلا توبہ و تردید چھپنے مسلسل نشر ہوتے کا مدار و انحصار جن لوگوں پر ہے وہ بھی انہی عقائد و خیالات والے ہیں اور ان کی تمام تر ذمہ داری ان پر ہے یا نہ؟

۶۔ ایسی کتابیں اور رسائل کے چھاپنے اور نشر کرنے والے لوگ اسلامی ملک کی وحدت ملی طاقت کے حق میں ستارۂ صحت و سعادت ہیں یا ٹائم بم؟

۷۔ دینی ملی عہدوں پر ان لوگوں کا تسلط ملک و ملت اور قوم کے لئے مفید ہے یا مضر؟

۸۔ اسلامی ملک و ملت کے دینی محکمہ میں ایسے لوگوں کی، دخیل کاری یا اجارہ داری کا انجام ملک و ملت اور قوم کے لئے اچھا ہوگا یا برا؟

۹۔ دینی مناصب اور عہدوں پر ان کا رہنا تعمیر کا موجب ثابت ہوگا یا تخریب کا؟

۱۰۔ اپنے اسلاف ان مذکورہ بالا عقائد دین، ایمان، عقائد و خیالات کی نہ تردید کرنا نہ توبہ کرنا اور دینی منصب پر متعین رہنا سرمایہ دین و ایمان کو مستحکم و مضبوط چھوڑنے کا موجب ہو سکتا ہے یا اسے تغیر و تبدل کر کے رکھ دینے کا قطعی سبب ہو سکتا ہے؟

۱۱۔ اپنے اسلاف کے مذکورہ بالا عقائد و خیالات سے بیزاری، توبہ کا اعلان کئے بغیر اسلامی ملک و ملت میں کسی دینی ایمانی منصب پر ان لوگوں کے قائم ہونے کا انصاف اور ایمان کے لحاظ سے کوئی حق ہے یا نہ؟

آخر خود ان حضرات کو مودبانہ پوچھیں کہ کیا ان عقائد و خیالات اور عبارات کے قطعاً منافی دین و ایمان ہونے میں آپ حضرات کو کوئی کلام ہے؟ اگر نہیں تو ان سے باز آ کر تردید سے دین ایمان پر استقامت میں کیا مانع ہے؟ کیا سربوجم

کے علمائے اسلام نے ان عقائد و عبارات پر یہ
فتوی ثبت نہیں کیا کہ یہ قطعاً کفر ہے جیسا کہ
مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ
ایسا کرنے والا ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر و
عذاب میں شک و تردد کرے وہ بھی کافر ہے
شفا، در مختار، شامی، درر، غرر، مجمع الانہر
وغیرہ۔

حلفیہ اقبال

۷۵-۱۲-۲۲ چک مدو کے ضلع ساہیوال
اہل دہ اور باہر کے علماء، عوام و خواص کے مجمع
عام میں خواجہ محبوب آبادی مدظلہ العالی کے
پیش ہو کر مذکورہ فرقہ کے مستند عقیدتمند فاضل
دیوبند علامہ رشید احمد ولد احمد دین سابق امام
چک ہذا اور حافظ وریام موجودہ امام مبلغ نے
تمام طلباء و عوام کے مجمع میں کلمہ پڑھ کر اقرار
کیا اور حلفیہ اقرار نامہ لکھ کر دستخط کر دیئے۔
اور خواجہ محبوب آبادی مدظلہ العالی کے سپرد
کیا کہ اگر ان کتابوں میں یہ مضمون ہو تو یہ کفر ہے
ایسے لوگ کتابوں والے اور ان کو ماننے
ماننے رکھنے والے سب کافر مرتد ہیں ان

انہوں نے مجمع عام میں کتابیں لا کر پیش
کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ خلاف وعدہ دیر سے واپس
آئے اور کتابیں پیش کرنے میں عذر بہانے
کئے اور کہنے لگے کہ ہم کتابیں خود لا کر پیش کریں
گے۔ حکم صادر ہوا جب تک کتابیں پیش کر
کے یہ کفری مضمون ثابت ہونے پر توبہ کر کے
تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کریں امامت و
تعلق حرام کا وہی حکم ہے۔ جو فتوی حسام الحرمین
اور صوارم ہندیہ میں علمائے عرب و عجم نے قرآن
و سنت اور فقہ اسلامی سے صادر فرمایا۔
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
ان سے ملاپ کا بھی یہی حکم ہے۔ والسلام
ان کتب و رسائل کے عقائد و عبارات
میں تو اللہ رسول کی شدید توہین و تنقیص و
بے ادبی ہے۔ صرف رسول خدا کی ادنیٰ توہین
و تنقیص کسر شان بے ادبی موجب کفر ارتداد
ہے۔ چنانچہ کتاب الخراج شریف میں ہے۔
اَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
اَوْ كَذَّبَهٗ اَوْ عَابَهٗ اَوْ تَنَقَّصَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ
وَبَانَتْ مِنْهُ زَوْجَتُهٗ

امامت مطلق حرام ہے۔ یہ باتیں ثابت نہ ہوں
تو الزام دینے والوں کا یہی حکم ہے۔ اگر یہ کفری
مضمون ان کتابوں میں ثابت ہو تو فتوی حسام
الحرمین صوارم ہندیہ کے مطابق یہ سب مرتد

ہیں۔ العبد
مقر رشید احمد ولد امام دین حافظ وریام
کمال الدین بقلم خود۔
مجمع عام میں اس اقرار نامہ پر دستخط ہوئے۔

جو مدعی اسلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دے یا آپ کی تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا کسی طرح آپ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر ہے۔ خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ سفر تبوک میں قریب لاکھ صحابہ کے مجمع سے جس نے حضور کے علم غیب پر استہزا کیا۔ وَمَا يُدْرِيهِ بِالْغَيْبِ
وہ غیب کیا جانیں جس نے سنا ہنسا اور جو چپ رہا۔ سب کے قرآن پاک میں نازل ہوا۔
يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا بیشی پر قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے نہیں کہا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ ـــــــ
حالانکہ ضرور وہ یہ کفری بول بولے اور اپنے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ چک ملد کے ضلع ساہیوال کے دیوبندی صاحبوں کا دستخطی اقرار نامہ حلفیہ خواجہ محبوب آبادی دامت برکاتہم العالیہ کے پاس ہے اور اس کی نقل اہل وہ کو بھی دی گئی ہے۔ قطعاً یقیناً ان لوگوں کی ان کتب میں یہ منافی دین ایمان مضمون ہے۔ چھپ کر مسلسل نشر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ زمین آسمان کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ان کی کتب میں اس مضمون سے بھی یونہی انکار نہیں ہو سکتا۔ اہل علم و عقل اور اہل انصاف کا فرض ہے کہ اصل کتابیں لے کر بچشم خود ملاحظہ کریں اور یہ مضمون ثابت ہونے پر یہ فیصلہ خود اپنے علم و ایمان سے کریں کہ پھر ان لوگوں کو یا تو ان کفریات سے توبہ کر کے تجدید اسلام و نکاح کرنا لازم ہے یا دین ایمانی پر منصب کو اہل دین و ایمان کے لئے خالی کر دینا لازم ہے۔ اگر اس قدر اللہ رسول کی توہین اور مخالفت کر کے بھی آدمی دین ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا۔ تو کفر و ایمان میں فرق کیا ہے۔ قُلتُ سے

میں نہیں کہتا کہ یہ کر یا وہ کر جو چاہے کر
ملک و ملت کی حفاظت کرو لیکن جلد کر

کسی کی دل آزاری یا ناحق تشہیر کو ہم گناہ تصور کرتے ہیں۔ خدا کرے ہمارا کوئی لفظ کسی پر بار نہ ہو۔ بلکہ موجب بصیرت ہدایت ہو۔ آمین!

ایک مکتوب

بنام

حضرت مولانا غلام رسول گوہر صاحب مدظلہ

بخدمت اقدس حضرت مولانا مفتی اعظم غلام رسول صاحب گوہر مدظلہ العالی ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ کے بعد واضح ہو کہ ماہنامہ انوار الصوفیہ بڑا عمدہ رسالہ اور تحقیقی مقالہ ہے بڑا پسندیدہ ہے۔ اس میں جہاں کشش عشق حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ وہاں ہی حقانیت اہل سنت وجماعت بھی مرکوز ہے اس میں جس انداز سے تبلیغ اوامر و نواہی صداقت و اعتدال سے بیان کئے گئے ہیں۔ شائد و بائید کسی اور رسالہ میں ہوں۔ فساق و فجار جہلا کو جس احسن طریقے سے اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لایا گیا ہے اس مبارک طریقے پر اللہ تعالیٰ آپکی اجر جزیل عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین ، بحرمۃ النبی الامین الروف رحیم علیہ التحیۃ الثناء و التسلیم حال ہی میں دو شمارے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ابھی تک اہل سنت وجماعت میں بھی بعض مسائل میں اختلاف عظیم واقع ہے۔ جو کہ موجودہ دور میں بدمذاہب فرق باطلہ کے لئے ایک قسم کا زبردست ہتھیار ہے۔ جس سے آئے دن وہ صحیح اہل حق اہل سنت وجماعت کے افراد کو کوستے رہیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ ان اختلافی مسائل کو بروئے کار نہ لایا جاوے بلکہ تحقیقی اجماعی ایمانی ایقانی اذعانی یقینی ٹھوس عقائد کے مسائل کتب المعتبو المتفق سے بلا اختلاف منظر عام پر لائے جائیں جو کہ اختلاف کو مٹائیں۔ کیونکہ آج سے تقریباً ۲۲ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ماہنامہ السعید ملتان سے حضرت علامہ غزالی زماں بیہقی وقت سید احمد شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی جو کہ مایہ ناز عالم و مناظر اہلسنت وجماعت ہیں نے ایک مضمون فضیلت جبرئیل علیہ السلام پر لکھا۔ غالباً رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے جواب میں موصوف نے قلم اٹھایا۔ اصل مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے افضل ہیں یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ افضل ہیں تو علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جواب دیا کہ جبرائیل امین افضل ہیں۔ کیونکہ وہ رسول ہیں۔ ملائکہ سے۔ تو اس پر سے شروع ہو گئی حتیٰ کہ رسالے و پمفلٹ اور کتابیں بھی شائع ہو گئیں۔ لیکن مسئلہ تو وہیں کا وہیں رہا دونوں فریق

آپس میں ایک دوسرے کو بھی باوجود ہم مسلک ہونے کے کافر مضل یہ مذہب گمراہ بے دین قرار دے بیٹھے اور اس کے بعد ماہنامہ قائد نومبر ۱۹۵۰ء ملتان میں ص۱۹ سے لے کر ص۲۴ تک، شہادت عظمیٰ کے عنوان سے فاضل محترم حضرت مولانا سید حبیب احمد شاہ صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں کچھ مسلک اہل سنت کے حد اعتدال سے خلاف فرمایا تو اس پر جناب ابو داؤد محمد صادق صاحب کوٹلوی دامت برکاتہم العالیہ نے محاسبہ کیا تو پھر قائد ملتان جنوری، فروری ۱۹۵۱ء ص۲۲ سے لے کر ص۲۸ تک محترم کرم فرمانے پھر مولانا مودودی کا سا انداز و استدلال فرمانا شروع کر دیا۔ لیکن پڑھنے سننے والوں کے لئے تو بے حد مضر ثابت ہوا اور خاص کر عوام تو شیعہ و غیر مسلم کو ترجیح دینے لگے۔ ابھی یہ مسائل ویسے کے ویسے ہی تھے کہ ایک اور مسئلہ پیدا ہو گیا کہ آیا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اس پر بھی کافی بحث و تمحیص ہوتی رہی۔ آخر کار یہ بھی ایک فتنہ کی صورت بن گیا اور اختلاف و افتراق کی مزید دلیل بن گیا۔ ابھی یہ مسائل نہیں تھے کہ انوار الصوفیہ کے پڑھنے سے معلوم ہوا اور خاص کر مولانا محمد شفیع صاحب کا مونکے کی تحریر سے کہ ابھی مسئلہ حیات النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ضروریات دین ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ افسوس صد افسوس اس کے بارہ میں میں کیا خامہ فرسائی کروں۔ کیونکہ میں تو عالم نہیں ہوں بہر کیف اتنا ضرور عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ وہ ہستی مقدس ہیں کہ جو تمام عالم سفلی و علوی دنیوی و اخروی کی جان ہیں بلکہ جانِ جہان ہیں۔ بقول فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز و فاضل گولڑوی علیہ الرحمت ؎

یہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو گر یہ ہوئے سب کچھ ہوئے
جان ہیں یہ جہان کی جو جان تو جہان نہیں ،

؎ اس صورت نوں میں جان آکھاں جانان کہ جان جہان آکھاں

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام زندہ نہیں تو کوئی بھی زندہ نہیں۔ اگر حیات النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مسئلہ ضروریاتِ دین سے نہیں۔ تو پھر کوئی مسئلہ بھی ضروریات دین سے نہیں اللہ ہدایت دے بتوسط حبیب لبیب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خاص کر محمد ابراہیم صائم چشتی صاحب کے تو کیا کہنے اس کا تو مقطع کا ہی بلند ہے صائم چشتی کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ حق و بجا ہے۔ ابھی حال ہی میں اس کی ایک کتاب اور حافظ محمد حسین صاحب حافظ دونوں کی ایک کتاب آفتاب شہادت المعروف زینب داویر، زینب داویر پنجابی منظوم مطبوعہ ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور چھپی ہے۔ جس میں بغیر ملائکہ و غیر انبیاء علیہم السلام پر یہ لفظ علیہ السلام

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق بڑی وضاحت کے ساتھ ٹھونس دیا گیا۔ کہیں کہیں روافض کے عقائد باطلہ فاسدہ کی تائید کی گئی ہے اور ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم کے ساتھ لفظ معصوم اور بے صبری اور مکالمہ یزید و زینب رضی اللہ عنہا جو کہ پردہ کے خلاف ہے اور شانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے بعید ہے کا پرچار کیا گیا ہے۔ نیز سید الشہداء و شہید کربلا رضی اللہ عنہم کو بعض وجوہ سے انبیاء کرام علیہم السلام سے فوقیت دی گئی ہے۔ نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خوب دل کھول کر تنقیص کی گئی بلکہ جنہمی بتایا گیا استغفر اللہ نعوذ باللہ من ذالک ھذا الخرافات الکفریات نیز بعض اشعار میں بقول زینب رضی اللہ عنہا مدینہ طیبہ کو یثرب کہا گیا ہے۔ ابھی تک زینب دا ویرا اور کتاب خاتون جنت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ جہاں کہیں عبارت پڑھنے میں شبہ لاحق ہوتا ہے نشان لگا رہا ہوں۔ جب مکمل مطالعہ کر لوں گا تو عنقریب وضاحت طلب عبارتوں کو آپ حضرات کی طرف لکھ کر بھیج دوں گا۔ اگر آپ چاہیں تو اطلاع کر دیں۔ سردست صرف چند عبارتیں بطور ثبوت حاضر ہیں۔ کتاب زینب دا ویر صٓا

بعنوان، دین دے ستارے صائم سے

سبحاں فیض پایا پنجتن پاک کولوں سارے منگتے ایس دربار دے نے
ایسے گھروں غلامی دی لئی ڈگری صائم ہاراں اسے اچے کردار دے نے

بعنوان، شانِ ابوتراب صالح سے

شان علی دا دور گمان توں ہے جبرائیل دا جیہڑا استاد ہووے
بوہا علم دا جیہنوں حضور آکھن دین حق دی جیہڑا بنیاد ہووے

صٓا بعنوان نانا جان دی دعا بارگاہ الٰہی وچہ، حافظ محمد حسین حافظ بتصدیق صائم چشتی

ع واٹاں لمیاں نے میرے لال دیاں اسدی مدد اے رب منظور کرناں
ذمے داریاں بھاریاں دسن مینوں تاہیوں مولا میں تینوں مجبور کرناں

ع اسے اوہ اک نور دا ہے موتی دشت کربل نوں جس نے نور کرناں
نبیاں ولیاں نہ کتیا عبور جیہڑا اپنے اوہ مقام عبور کرناں

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ نبیوں علیہ السلام نے بھی فیض نبوت پنجتن سے پایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت وحی امین جبرائیل علیہ السلام کے استاد ہیں اور معاذ اللہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کو مجبور کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام جس مقام کو عبور کرنے سے عاجز رہے وہ امام حسین علیہ السلام نے عبور کر لیا۔ گویا کہ کربلا کے سارے واقعات سارے کے

سارے اس لئے بقول صائم ظہور ہوئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام وحضرت امام عالی مقام امام (۱)
حسین رضی اللہ تعالے عنہ درمیان مقابلہ تھا۔ استغفر اللہ۔ نیز جہاں کہیں بھی حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ تعالے عنہ کا نام لکھا گیا ہے رضی اللہ تعالے عنہ تو الگ رہا رضا کا اشارہ بھول کر بھی نہ لکھا
اور تنقیص آمیز لہجہ میں آپ کا ذکر کیا بلکہ ص۵۲ کے اور متن وحاشیہ میں یہ ثابت کیا کہ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ تعالے عنہ کو زہر دیا۔ عبارت حاضر ہے۔

زینب دا ویر ص۲۸ بعنوان شہادت امام حسن علیہ السلام، حافظ بتصدیق صائم چشتی

آپے کیتی دا بدلہ پالیسی آخر فیصلہ ایہہ سنایا اے
میں قربان جاواں وقت آخری بھی دیکھو کیسا انصاف کمایا اے

رستہ جو امیہ نے ویکھ لوڈ کیٹ جے ڈھنگ نال صاف کروایا اے
آکے موت نے گھیریا اسنوں بھی بستر او ہنے بھی ایتھوں اٹھایا اے

ان دونوں اشعار میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کی سخت تنقیص کی گئی ہے۔ جاننے والے خود جان جائیں گے اور تحشیہ تو خود واضح ہے۔ اب حوالہ ملاحظہ فرماویں کہ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو جہنمی کہا گیا ہے۔

زینب دا ویر ص۱۳۷ بعنوان حسینؑ دی بھین

وچ توں نالے تیرا باپ[2] ہوسی کرن لگا جاں رب تناریاں نوں
وچ ابن سمیہ[1] جیہے یار تیرے اللہ جاندا اے جھتیاں ساریاں نوں

اس بحر میں حافظ محمد حسین حافظ وصائم چشتی دونوں نے یہ قول حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف منسوب کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالے عنہ نے یزید پلید شقی ازلی بدبخت کو کہا کہ تو اور تیرا باپ اور ابن سمیہ ابن زیاد تینوں دوزخ میں جاؤ گے۔

اور بعنوان ایضاً جواب حضرت زینبؑ

حوراں باندیاں ملک رضوان گوے جبرائیل اسے خاص غلام ساڈا
ساڈا مکہ تے ساڈا اے شہر یثرب روضہ اطہر تے بیت الحرام ساڈا

۱۔ ابن سمیہ ابن زیاد کو ہی کہتے ہیں۔ صائم
۲۔ یعنی معاویہ نے حافظ

اس بحر میں جبرائیل علیہ السلام جو رسل ملائکہ سے ہے غلام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے، اور مدینہ طیبہ شہر رسول اکرم ﷺ کو یثرب کہا گیا ہے، حالانکہ یہ بھی بے ادبی ہے اور صفحہ ۱۴۴ پر بعنوان جلاد یثرب وچہ اور بحر میں مدینہ طیبہ طاہرہ کو یثرب کہا گیا ہے۔ نیز اسی کتاب زینب دا ویر صفحہ ۱۳۶ پر بعنوان معاویہ دی غلطی ، صائم چشتی ؎

اک غلطی جو کیتی معاویہ نے ساری امت دی خاطر وبال بن گئی

گل امن امن تے پیار خلوص والی قوم واسطے خواب وخیال بن گئی

بادشاہی تے پُت نوں دسے گیا اسے اسے پر قوم دی خاطر زوال بن گئی

آپ ڈبا سی جگ وی ڈوب دِتا باہمن والی لسے صائم مثال بن گئی

دیکھا آپ نے کیسی روافض وشیعہ عقائد کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اللہ ہی محفوظ رکھے روافض کی چالوں سے ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً بد مذاہب کی وبا سے

اب کتاب خاتون جنت سے بھی سنیئے، کتاب زینب دا ویر سے فی الحال یہی حوالجات سرسری طور پر اخذ کیئے گئے باقی تفصیل کے ساتھ ساری کتاب کا مطالعہ کر کے یادداشت کے طور پر آپکی خدمت اقدس میں بھیجوں گا۔ اگر آپ ناراضگی نہ فرماویں تو کتاب خاتون جنت تیسرا ایڈیشن دسمبر ۱۹۶۹ء اس کتاب ساری کی ساری کا خوب غور وخوض سے مطالعہ کیا مزید کچھ لکھنا بے ادبی سمجھتا ہوں کیونکہ اس میں تقریظات ومؤیدات اہل سنت بھی ہیں، خصوصاً جناب حامد الوارثی صاحب حضرت سید پیر فضل حسین فضل گجراتی ، حافظ محمد حسین حافظ صاحب۔

از عالیجناب فیض مستطاب جگر گوشہ رسالت مآب مرشد حقانی نقش لاثانی حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور سیداں شریف و پیر محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمت، آپ کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت علامہ پیر محمد سلیم نقشبندی مجددی اور عربی کے مشہور شاعر عالم نبیل وادیب حضرت علامہ صاحبزادہ سید محمد امین شاہ صاحب نقوی لائل پوری، الحاج علامہ محمد یوسف صاحب نگینہ پیلے گوجراں ۱۷۶ گ ب تحصیل سمندری حال مسجد دستگیری غلام محمد آباد لائل پور کا عالیجناب پیر سید ابو الکمال برق قادری نوشاہی وغیرہم حضرات جیسے مایہ ناز ومقتدر علماء اہلسنت نے جب تائید کر دی تو پھر ہمیں کب تنقید کرنا جائز ہے۔ البتہ صرف اور صرف التماس عاجزانہ کے طور پر ایک طالب علم کی حیثیت سے محض حق طلبی چند مشتبہ امور کی وضاحت چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر

اس کی اصلاح کردیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اجر جزیل عظیم عطا فرمادے گا، وھو ھذا۔ پہلا حوالہ بعنوان ام الائمہ فاطمۃ الزہرا تے ام المومنین عائشہ صدیقہ مصنف دلوں، خاتون جنت صـ۲۵ سے

ہٹ دھرمی جے بھیڑی کرے کوئی اس وچہ صائم دا کوئی قصور دی نہیں

اس عبارت میں زیادہ اور کچھ نہیں تو کم از کم مولانا فاضل محترم محمد شفیع صاحب الخطیب اوکاڑوی مدظلہ العالی پر ایک تو اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ عبارت کو پوری نقل نہیں کرتے نیز مقصد کے خلاف کو ہضم کر جاتے ہیں اس پر بھی بس نہیں بلکہ چیلنج مناظرہ بھی ساتھ ہی موجود ہے۔ اگر مخالفین اہلسنت اس عبارت کو پڑھیں گے تو کیا نتیجہ اخذ کریں گے، دوسرا حوالہ تحقیق طلب صـ۱۳۵ بعنوان حضورتوں بعد سیدہ فاطمہ الزہرا دی شان سب توں وڈی اے سے

کملی والے توں بعد ہے شان افضل زہرا پاک دی کون ومکان دیوچ

حالانکہ تحقیق اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام و رسل عظام و رسل ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ساری امت سے افضل واعلیٰ واکمل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ و حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ فضیلت ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعد از عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام امت سے افضل ہیں اور پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تمام امت سے افضل ہیں اور یہی حق ہے۔ نیز ہمارے علمائے کرام نے اسے رافضی بتایا۔ جو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کلی کا قائل ہوا اور اسے تفضیلی بتایا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو افضل بتائے دیکھو، بحث امامت کتب احناف کہ جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے وہ گمراہ بدمذہب اور اس کے پیچھے نماز مکروہ بشرطیکہ اور کچھ وجہ نہ

لے سفینہ نوح حصہ دوم دے فاضل مصنف محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے نزہتہ المجالس شریف دے حوالے نال ثابت کیتا اے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دا جنت وچ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا توں مرتبہ بلند اے، حالانکہ نزہتہ المجالس دی اگلی سطر وچ اس قول دی سختی نال تردید موجود اے پتہ نہیں مولانا نے اوہدے توں کیوں احتراز کیتا اے۔ ایس بحث دے ذمے دار مولانا مصنف سفینہ نوح ای نیں۔ اللہ تعالےٰ سب نوں حق بیان کرن دی توفیق دیوے۔

(صائم چشتی)

رکھتا ہو تو نماز مکروہ تحریمی اور جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل بتائے اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی وغیر مستحسن ہے۔ لیکن اس عبارت میں صائم صاحب نے تو صرف عنوان ہی سے مترشح کر دیا کہ صرف شیخین ہی سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے بعد انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام سے بھی آپ افضل ہیں نیز بحر مذکور میں بھی اس کی ترجمانی کی ہے اور یہی عقیدہ روافض خذلہم کا ہے۔ اگر صائم سارے عقائد میں شیعہ نہیں تو ان متذکرہ عقائد میں تو سبائی روافض میں ضرور شامل ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے فتنہ روافض سے۔

تیسرا حوالہ تحقیق طلب یہ ہے کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رو سے یتیم کی کیا تعریف ہے اور ماں فوت ہو جاوے تو یتیم کہا جائے گا یا باپ فوت ہو تو یتیم کی تعریف صادق آئے گی۔ کیونکہ جناب صائم صاحب نے کتاب خاتونِ جنت ص۱۹۱ پر بعنوان حضرت فاطمۃ الزہرا نوں بچیاں دا خیال کے تحت بحوالہ روضۃ الشہداء حسین بن علی واعظ کاشفی متوفی ۹۱۰ھ سے نقل کرتا ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ میرے یتیم بچوں کو نہ ستانا، خیال رکھنا وغیرہ اور بار بار سیدین، جلیلین شہیدین حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو یتیم کہا گیا ہے۔ حالانکہ انسان میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جاوے اور حیوانوں میں جس کی ماں فوت ہو جاوے۔ از رسالہ قہر القہار علی دلپذیر و عبد الستار مصنفہ علامہ نبی بخش حلوائی علیہ الرحمۃ، تفسیر بغوی نیز قرآن پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے آیت

سورہ والضحیٰ پارہ نمبر ۳۰ آیت نمبر ۶

والسلام

صوفی محمد اقبال اویسی سیالوی بمقام نکہ دولتانہ تحصیل و ضلع جھنگ،

ڈاکخانہ مڈل سکول خانوآنہ بمقام نکہ دولتانہ خطیب و امام مسجد نکہ دولتانہ

آہ! پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب

ایک دل دوز اور جانگداز خبر

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا الحاج نقیب ملت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب، قطب زماں غوث عالم اعلیٰ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ کے پوتے اور اعلیٰ حضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے نور چشم اور لخت جگر ۲۹ اپریل بروز جمعرات صبح قریباً چار بجے سول ہسپتال سیالکوٹ میں قریباً دو ماہ لائق ڈاکٹروں کے زیر علاج رہ کر جب رب تعالے کا پیغام وصال آیا تو دنیا و ما فیہا سے منہ موڑ کر بر ضا و رغبت بڑی خاموشی سے دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی وقت ہسپتال کی گاڑی میں آپ کا جسد مبارک رکھ کر آپ کے آبائی گاؤں علی پور سیداں میں آپ کو لایا گیا اور قریباً ۵ بجے شام ہزاروں عقیدت مندوں نے باچشم اشکبار حضرت قبلہ علامہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے پیچھے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالے عنہ کے مزار شریف کے جانب جنوب مینار پر انوار کے سایہ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی وفات کا صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ آپ کی وفات کی خبر پاکستان کے طول و عرض میں قدرتی طور پر پھیل گئی گویا ہاتف غیب نے اونچی آواز سے کہا کہ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کا وصال ہو گیا ہے لوگ اس خبر وحشت اثر کو سن کر علی پور شریف آنا شروع ہو گئے۔ خدا جانے یہ تعزیت و فاتحہ خوانی کا سلسلہ کب ختم ہو۔ بعض لوگوں کو جو قریب تھے اور یا اتفاق سے علی پور شریف حسب معمول آئے ہوئے تھے ان کو نماز جنازہ ادا کرنے کی اور آخری

زیارت اور جنازہ اٹھانے کی سعادت مل گئی۔ ورنہ اکثر عقیدت مند اس سے محروم رہ گئے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم شمس الملت مدظلہ العالی کے غم کا جو آپ کو آخری عمر میں اپنے اکلوتے فرزند کی اچانک جدائی سے ہوا ہے اندازہ لگانا بہت دشوار ہے گویا آپ پر غم و اندوہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا، مگر واہ رے صبر و تحمل آپ عقیدت مندوں کو جو روتے ہیں باربار فرماتے ہیں، صبر کرو، صبر میں اجر ہے۔ یہ ہمارا امتحان ہے ہم صبر سے ہی اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ حضرت علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب بھی جب ان کے ساتھ تعزیت کرنے والے تعزیت کرتے ہیں۔ تو صبر ہی کی تعلیم دیتے ہیں۔ سب آنے والوں کو کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ ہر وقت حویلی میں دسترخوان بچھایا جاتا ہے اور سینکڑوں کھانا کھا کر فارغ ہوتے ہیں، تو اور سینکڑوں آ جاتے ہیں۔

پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی موت کی ابھی توقع نہیں تھی لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ آپ کے حالاتِ زندگی انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں تحریر کیئے جائیں گے۔

بشیر حسین نمبر

ماہنامہ انوار الصوفیہ کا آئندہ شمارہ بشیر حسین نمبر ہوگا۔ جس میں پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب ؒ کے احوال زندگی اور آپکی ذاتی اور پاکیزہ صفات اور آپ کے اخلاق پر مشتمل مضامین شائع ہونگے اور آپکی وفات پر شعرا کی نظمیں اور ان کا تاثر بھی شائع ہوگا۔ لکھنے والے حضرات مہربانی فرما کر بہت جلد اپنے مضامین لکھ کر دفتر انوار الصوفیہ قصور میں بھیجدیں۔

عرس قصوری کرنال شریف

سالہائے ماسبق کی طرح امسال بھی ۷ راپریل ۱۹۷۶ء تا ۹ راپریل ۱۹۷۶ء اعلٰحضرت قبلہ عالم امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے سب سے چہیتے مرید و خلیفہ اول و اعظم حضرت قبلہ الحاج مولٰنا مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی اے قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا چھبیسواں ۲۶ سالانہ عرس مبارک بمقام درگاہ قصوری جی ٹی روڈ، کرنال شریف (ہریانہ) بھارت میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بہ زیر سرپرستی و اہتمام حضرت الحاج امام الدین صاحب جماعتی نقشبندی دہلوی متولی درگاہ شریف ہذا انعقاد پذیر ہوا۔ اور محافل عرس شریف کا سلسلہ تین روز تک بالترتیب نظم و ضبط کے ساتھ چلتا رہا۔ جس میں کافی حضرات کے علاوہ کرنال شریف کے بیرونجات مثلاً دہلی، مراد آباد، پانی پت، ساڈھورہ شریف، سہارنپور، ہلدوانی، ناگور اور کشمیر سے بھی شرکت رہی۔

روزانہ بعد نماز فجر سے قرآن خوانی، نعت خوانی، ختم خواجگان شریف و ذکر و اذکار درود و سلام کا سلسلہ چلتا رہا۔ دونوں وقت عام لنگر جاری رہا جس میں سینکڑوں مرد و عورت شریک رہے۔ رہا رسم بعد نماز عصر مزار مبارک کے غلاف باقاعدہ جلوس کے ساتھ آتے رہے اور پیش مزار مبارک ہوتے رہے۔ ۷ راپریل کو چلور کا جلوس جامع مسجد کرنال سے بعد نماز عصر نعت خوانیوں و نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ روانہ ہو کر قریب مغرب درگاہ شریف پر پہنچا۔ چادر کا یہ سب سے بڑا جلوس تھا۔ جس میں آگے آگے قوال و نعت خواں حضرات کی پارٹیاں تھیں۔ درمیان میں ایک مرصع و مزین گھوڑے پر حضرت قبلہ حاجی امام الدین صاحب دہلوی سجادہ نشین درگاہ شریف سوار تھے تو ساتھ ہی قبلہ الحاج حکیم الملت پیر شیخ صوفی محمد طاہر صاحب جماعتی نقشبندی مراد آباد خلیفہ مجاز سرکار علی پور ایک ہاتھی پر جلوہ افروز تھے۔ اس طرح اس مبارک جلوس کی رونق اور بھی دوبالا ہو گئی تھی۔

اس مرتبہ زائرین حضرات کی سہولت کے لئے درگاہ شریف کے باہر دکانداروں نے خوشنما دکانیں اور ہوٹل بھی لگائے تھے۔

راقم

ارشد تبریزی مراد آبادی